کاتبِ تقدیر اللہ جل جلالہ

از اقصیٰ شکیل احمد

کاتبِ تقدیر

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم اقصیٰ شکیل احمد

All Rights Reserved

Copyright: Aqsa Shakeel Ahmed (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

کاتبِ تقدیر کے تمام جملہ حقوق لکھاری " اقصیٰ شکیل احمد " کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

قسط نمبر:03

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

رابیل کی آنکھ کھلی تو سر ابھی بھی بھاری تھا۔ وہ اس جگہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی جہاں وہ اس وقت موجود تھی۔ آنکھوں کے پردوں پر ابھی بھی دھند پڑی ہوئی تھی۔ لیکن اس کا ذہن اب بیدار ہو رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے وہ اٹھ بیٹھی۔ یہ تو رابیل کا اپنا کمرہ ہی تھا۔ کیا سب کچھ جو رات کو ہوا وہ ایک خواب تھا؟ رابیل کے دماغ میں بہت سی سوچیں گردش کر رہی تھیں۔ جب اس کی نظر اپنے بازو پر گئی تو تمام سوالات کے جوابات مل گئے۔ وہ ہلکا سا پھٹا ہوا تھا۔

"اس کا مطلب سب سچ تھا۔۔۔ وہ سب کچھ جو میرے ساتھ رات کو ہوا وہ سچ تھا؟ لیکن میں ادھر کیسے پہنچی؟ اور وہ لڑکا۔۔۔ اس لڑکے کو کس نے پیچھے سے پکڑا تھا؟ "بہت سے سوالات دماغ میں گردش کر رہے تھے لیکن جواب ندارد۔

رابیل نے گھڑی دیکھی جو صبح کے نو بجا رہی تھی۔ وہ اٹھی اور باتھ روم میں چلی گئی۔ جب وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ بال تولیے سے رگڑتی ہوئی وہ بیڈ پر آ بیٹھی تو نظر اپنے موبائل پر گئی۔ رابیل نے ہاتھ بڑھا کر موبائل تھاما اور بٹن دبایا تو فون آف تھا۔ اس نے سر جھٹک کر فون چارجنگ پر لگایا اور خود آئینے کے سامنے بیٹھ گئی۔

رات والے مناظر کسی فلم کی طرح دوبارہ چلنے لگے۔ کیسے رابیل نے وہ جوس پیا اور اس کے بعد چکر آنے لگے۔ پھر اس لڑکے نے کیا کرنے کی کوشش کی اور کیا باتیں اس صورتحال میں رابیل کے ذہن میں چل رہی تھیں۔ اور پھر رابیل کو اپنی دعا یاد آئی۔۔۔ وہ دعا جس نے شاید رابیل کی عزت کی حفاظت کی تھی۔

"کیا دعا اتنی جلدی قبول ہوتی ہے؟ "رابیل نے خود کو آئینے میں دیکھا۔ کھلے بال، خوبصورت نکھرا نکھرا چہرہ، سبز رنگ کی تنگ فراک جس میں اس کا جسم کافی حد تک واضح تھا، دو انگوٹھیوں والا نیکلس جو بچپن سے اس کے گلے میں رہتا تھا۔ (دو چھوٹی انگوٹھیاں کروس کو صورت میں ایک دوسرے میں جڑی ہوئی تھیں۔ ایک سونے کی جبکہ دوسری چاندی کی تھی۔) ہاتھوں میں ہمیشہ کی طرح بریسلٹ اور گھڑی موجود تھی۔

"کیا ایسی ہوتی ہیں مسلمان لڑکیاں؟ "خود کا بغور جائزہ لیا۔

"میری جیسی لڑکی کی دعا اتنی جلدی قبول ہو سکتی ہے۔۔۔ تو دین پر عمل کرنے والوں کی کتنی جلدی ہوتی ہوں گی؟ " رابیل کا ذہن ماضی میں اٹکنے لگا جب وہ ایسی نہیں تھی۔ وہ نمازیں بھی پڑھتی تھی اور کافی معصوم سی لڑکی ہوا کرتی تھی۔ لیکن ایک حادثے نے رابیل کا دل سب چیزوں سے اچاٹ کر دیا۔

"کیا میں واقعی اپنی بات پر عمل کر پاؤں گی؟ کیا میں واقعی ابھی بھی سب ٹھیک کر سکتی ہوں؟ "اسے خود پر اعتبار نہیں رہا تھا کہ وہ کچھ کر سکتی ہے۔ وہ سمجھتی تھی جو گناہ وہ کر چکی ہے انہی کی معافی نہیں مل سکتی تو نیکیوں کا کیا کرے گی؟

"اب جب کہہ ہی دیا ہے تو کوشش تو کر ہی سکتی ہوں ناں۔۔۔ "وہ اپنے بال باندھتے اٹھی اور اپنی الماری دیکھنے لگی۔ لیکن مایوس ہو کر بیٹھ گئی اس میں تمام کپڑے چھوٹے اور تنگ تھے۔

"خیر ہے کوشش ہی تو کرنی ہے کہیں اور سے شروع کرتے ہیں۔ "وہ اٹھی اور وضو کر کے واپس آئی۔ چہرہ کے گرد دوپٹا لپیٹا ہوا تھا۔ پریئر میٹ بچھایا اور نوافل ادا کرنے لگی۔ نوافل پڑھنے کے بعد تسبیح کر کے جب دعا کی باری آئی تو دوبارہ رات والا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ رابیل نے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو بہنے دیا اور فقط ایک لفظ ادا کیا۔

"شکریہ۔ "اور دوبارہ رونے لگ گئی۔ کچھ منٹ گزرے تو وہ اٹھی اور اپنے موبائل تک آئی۔ اسے آن کیا تو دیکھا آیت کی بہت ساری مسڈ کالز پڑی تھیں۔ آج رابیل کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہیں جانے کا۔ نہ یونیورسٹی نہ گھر سے باہر کہیں بھی۔ وہ سر جھٹکتی فون پر ایک نمبر ملانے لگی۔ جو کہ کچھ دیر بعد دوسری جانب سے اٹھا لیا گیا۔

"ہاں جاوید تمہیں کچھ معلومات نکلوانی ہیں۔ تو جو میں بول رہی ہوں خاموشی سے سنو اور مجھے آج کے آج ہی ساری معلومات چاہیئے جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔۔۔ "وہ بولتی گئی اور دوسری جانب موجود شخص سنتا گیا۔

"جی میم میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا مصطفیٰ صاحب کو بھی اس متعلق باخبر رکھنا ہے؟ "وہ مؤدب سا پوچھنے لگا۔

"نہیں ان کو اس سب میں تم انوالو نہیں کرو گے۔ جو میں کہہ رہی ہوں بس وہ سنو اور یہ بات تمہارے اور میرے بیچ رہنی چاہیئے۔ "وہ سکون سے بولی۔

"جی ٹھیک ہے میم آپ بے فکر ہو جائیں انشاللہ دو گھنٹوں میں معلومات آپ کو موصول ہو جائیں گی۔ "وہ بولا تو رابیل نے الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹ دی۔

\-

اتوار کی صبح تھی۔ہادی اور سمی،واجد کے گھر ناشتے پر موجود تھے۔ہر اتوار کو وہ ایک دوسرے کے گھر یا تو ناشتہ کرتے ورنہ ایک وقت کا کھانا ضرور کھاتے تھے۔واجد کے والد پاکستان کے جانے مانے بزنس مین تھے۔ان کے گھر کسی چیز کی کمی نہ تھی۔لیکن واجد کی والدہ محترمہ سو ملازموں کے باوجود چھوٹے چھوٹے کام واجد یا سیلینہ سے ہی کرواتی تھیں۔ ابھی بھی لسی بنانے کیلیئے دہی موجود نہ تھا تو انہوں نے واجد کو آواز لگائی جو کہ دونوں کے ساتھ بیٹھا دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"واجد ذرا دہی لا دو لسی بنانی ہے۔ " شازیہ نے کچن سے آواز لگائی تھی۔

"امی فرقان کو کہہ دیں وہ لا دے گا۔ "واجد نے بیزار ہو کر کہا۔

"تجھے شاید میرے جوتے کا نمبر بھول گیا ہے پھر سے یاد کروانا پڑے گا۔ "شازیہ نے اس بار تھوڑا غصے میں کہا تو وہ منہ بسورتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"امی اتنے ملازم جھک مارنے کیلیئے تو نہیں رکھے ہوئے۔۔۔ آپ کا بس چلے تو ملازموں کی چھٹی کروا کر میرے سے ہی سارے کام کروائیں۔ "وہ کچن کے پاس سے گزرتے ہوئے اونچی آواز میں بولا۔تو ایک جوتا اڑتا ہوا اس کی کمر میں آ کر لگا۔

"بے غیرت تھوڑا سا کام کیا کروا دے موت پڑنے لگ جاتی ہے۔ " شازیہ بیگم اونچی آواز میں بولیں تو آس پاس کھڑے ملزم اس منظر سے لطف اندوز ہوتے اپنی ہنسی ضبط کرنے لگے۔

"اے کیا ہے؟ اپنے کام پہ دھیان دو سب "!وہ ملازموں کو جھڑک کر کچن کی طرف آیا۔

"شازیہ بہن آج کل آپ کے ہاتھ بہت چل رہے ہیں لگتا ہے آپ کو تشدد کے جرم میں اندر کروانا پڑے گا۔ " واجد ماں کے پیچھے آتا ان کا جوتا ان کے پاؤں کے پاس رکھتا ہوا بولا۔

"تو مجھے اندر کروائے گا؟ آنے دے تیرے باپ کو سیدھی کرواتی ہوں تیری کمر۔ "شازیہ واجد کو ایک تھپڑ لگاتیں دوبارہ کام میں مصروف ہو گئیں۔

"میری کمر تو سیدھی ہی ہے۔ مگر لگتا ہے ابو کی پسلی بڑی ٹیڑھی تھی۔ "وہ بول کر دوڑ لگاتا ہوا باہر نکلا۔ اس سے پہلے ہی کہ دوسرا جوتا بھی اسی کو پڑتا۔ پیچھے شازیہ بیگم اسے صلواتیں سناتی کام میں مصروف ہو گئیں۔

دوسری طرف ڈائنگ ہال میں آؤ تو ہادی اور سمی ویسے ہی ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"یار تو خود بتا کہ میں نے اسائنمنٹ چوری کر کے کیا کرنا ہے؟ (ہاں ردی میں بیچ کر تھوڑا پیسا آ جائے گا۔۔۔ خیر) تجھے میری شکل دیکھ کر لگتا ہے میں چوری کر سکتا ہوں؟ "سمی معصوم سی شکل بنا کر بولا۔

"شکل دیکھ کر تو اور بھی بہت کچھ لگتا ہے، چور تو پھر چھوٹا لفظ ہے۔ "وہ اس کی معصومیت کا اثر لیے بغیر بولا۔ اب انکی پھر سے باتیں شروع ہو چکی تھیں بس اتنی کمی رہ گئی تھی کہ دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دی جاتی اور دونوں ایک دوسرے کے سر قلم کرتے۔ کیونکہ ہار تو دونوں نے نہیں ماننی تھی۔ اتنے میں سیلینہ ڈائنگ ہال میں داخل ہوئی۔ سر کو حجاب سے ڈھانپے سادہ پنک شلوار قمیص میں وہ پیاری لگ رہی تھی۔

"السلام و علیکم بھائیوں "...دونوں کو سلام کرتی وہ تھوڑے فاصلے پر لگی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"تمہارا بھائی باہر گیا ہے۔۔۔ ”Don’t call me Bhai. سمی ناک سے مکھی اڑاتا ہوا بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں تو بلاؤں گی۔۔۔ سمی بھائی۔۔۔ "وہ ٹھوڑی کے نیچے دونوں ہاتھ جمائے آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی بولی۔

"آنٹی یہ سیلینہ مجھے گالیاں نکال رہی ہے اس کو سمجھائیں ". سمی نے اونچی آواز میں بولا تو سیلینہ کا منہ کھل گیا اور ہادی نے ایک مکا سمی کی کمر میں مارا۔

"بے غیرت اولاد نہ ہو تو جتنی مرضی تمیز سکھا دو، پڑھا لکھا کے کھوتے جتنا بڑا کر دو لیکن عقل گھٹنوں میں ہی رہے گی ان کی۔ "شازیہ کچن سے ناشتے کے لوازمات لاتی ہوئی بولیں اور سیلینہ کو ایک تھپڑ لگایا۔

"امی آپ بھی کیا پرائے لوگوں کی باتوں میں آ کر اپنے بچوں کو مارنے لگ جاتی ہیں۔ "وہ منہ بسورے ناشتہ ڈالنے لگی۔

"دیکھ لیں آنٹی اب ہم پرائے ہو گئے۔۔۔ ہائے ہائے میں تو اپنا گھر سمجھ کر آتا تھا۔ لیکن یہاں تو لوگوں نے غیر بنا دیا۔ اٹھ ہادی چل چلیں واپس اور آنٹی پلیز مجھے روکنے کی کوشش مت کریئے گا بس ناشتہ پیک کر دیں۔ ہم گھر جا کر کھا لیں گے آپ نے اتنی محنت سے بنایا ہے ضائع ہو جائے گا۔ "وہ ایکٹنگ کرتا کھڑا ہوا اور ہادی کو بھی اٹھنے کو بولا لیکن وہ سکون سے بیٹھا رہا۔ کیونکہ وہ اس کے ڈرامے اچھے سے جانتا تھا۔

"ضائع نہیں ہوتا بہت ملازم ہیں ہمارے گھر۔۔۔ کھا لیں گے وہ لوگ۔ "سیلینہ کھاتے کھاتے بولی تو شازیہ نے ایک تھپڑ اس کے کندھے پر لگایا۔ وہ منہ بسور کے رہ گئی۔

"نہیں بیٹا بیٹھو یہ تو پاگل ہے تم تو سمجھدار ہو ناں۔ " شازیہ بولی تو وہ فوراً واپس بیٹھ گیا۔ اور سمجھدار لفظ پر ہادی اور سیلینہ دونوں کے منہ کھل گئے۔

"آپ اتنا اصرار کر رہی ہیں تو کھا رہا ہوں ورنہ اتنی بے عزتی کے بعد کبھی ادھر کا کچھ نہ کھاتا۔ "سمی بولا تو سیلینہ نے گھور کر دیکھا اچھا ہی ہوتا نہ کھاتے۔ ہادی بھی منہ میں مطمعن بے غیرت کہہ کر چپ کر گیا اور ناشتہ کرنے لگا۔

سب ناشتے سے فارغ ہوئے تو واجد پہنچا اور دیکھا کہ ناشتہ ختم ہو چکا تھا۔

"امی میرا ناشتہ؟ "وہ شازیہ کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"جو ماں کو ستائے گا وہ ناشتے میں صرف دہی کھائے گا۔ "شازیہ بھی اطمینان سے بولی۔

"کیا یار امی "...وہ منہ بسور کر کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

"رکھا ہوا ہے لیکر آتی ہوں۔ اتنی تمہاری جان جو نکل رہی ہے۔ "شازیہ بیگم واجد کو دیکھتے ہوئے بولیں اور کچن میں چلی گئیں۔ وہ بھوک کا بہت کچا تھا۔ کھانا نہ ملتا تو اس کا میٹر شاٹ ہو جاتا تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد سب باتوں میں مصروف ہو گئے اور سیلینہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

آسمان پر بادلوں نے سورج کو چھپا لیا تھا۔ بجلی چمکنے کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی ہو رہی تھی۔ ایسے میں ایک جگہ جہاں صرف قدرتی روشنی ہی آ سکتی تھی، ایک شخص کی آواز گونج رہی تھی۔ لیکن باہر کے شور میں یہ آواز دب جاتی تھی۔ وہ شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کون ہو تم لوگ اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟ "لیکن جواب ندارد۔

دو گھنٹوں سے وہ اسی طرح زمین پر بندھا ہوا پڑا تھا۔ اس کے دونوں بازو اور پاؤں پچھلی جانب بندھے ہوئے تھے جن میں اب درد ہو رہا تھا۔

بالآخر اور پندرہ منٹ گزرے اور ایک سایہ سا اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔

"کون ہو تم؟ دیکھو تم مجھے جانتے نہیں ہو! میرا باپ تمہاری وہ حالت کرے گا۔۔۔۔ جو تم کیا تمہاری نسلیں یاد رکھیں گی۔ "وہ ابھی بھی چلا رہا تھا۔

"وہ سایہ قدم قدم چلتا اس کے نزدیک آیا اور نیچے کو جھکا تو باہر بجلی چمکی اور روشنی اس کے چہرے پر پڑی۔ وہ رابیل تھی۔

"تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو اور مجھے باندھا کیوں ہوا ہے۔ یو بچ مجھے نکالو یہاں سے ورنہ تم یاد رکھو گی کہ کس سے پنگا لیا تھا۔ "وہ اب رابیل پر جھپٹنا چاہتا تھا لیکن اس کے ہاتھ پاؤں بندھے تھے۔

"چچ چچ اب سمجھ آیا جب انسان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟ " رابیل کے ہاتھ میں کوئی نوکیلی چیز تھی جس سے اس نے اس شخص کا چہرہ اونچا کیا۔ وہ شاید کوئی چھوٹا سا چاکو تھا۔

"مرد تھے نا تم۔۔۔ اتنی ہمت تھی تو مجھے منشیات دیئے بغیر لیکر جاتے۔ پھر تم بھی یاد رکھتے کہ رابیل اصل میں ہے کیا چیز۔۔۔ لیکن تم نے غلطی کر دی۔ خیر میں بس یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس دن کس نے مجھے بچایا تھا؟ "رابیل کے ہاتھ میں چاکو تھا اور وہ مسلسل اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھے ہوئے تھی۔

"اس کا نام نہیں جانتا میں نہ ہی میں اس کا چہرہ صحیح سے دیکھ پایا تھا۔ اس نے سر پر کیپ پہن رکھی تھی اور ماسک لگا رکھا تھا۔ لیکن ہاں اس کی آنکھیں۔۔۔ وہ آنکھیں نہیں بھول سکتا میں۔۔۔ وہ سنہری آنکھیں۔ "اب وہ اپنی آزادی کیلئے جو حلیہ اس شخص کے متعلق ذہن میں آیا بتاتا چلا گیا۔

"اوہ خیر کوئی نہیں میں ہوں ناں۔ میں پتا لگوا لوں گی کہ کون تھا وہ۔ اگر تم تک پہنچ سکتی ہوں تو وہ کیا چیز ہے۔ لیکن اب تمہارے تھوڑے انجر پنجر ٹھیک کرنے پڑیں گے تمہارا دماغ درست کرنے کیلئے۔۔۔۔ کیونکہ تمہیں تھوڑی پھینٹی کی ضرورت ہے۔ "وہ کہتی ہوئی ایک جھٹکے میں اس شخص کے نزدیک سے اٹھی اور ہاتھ میں پکڑے چاکو کو اپنی جینز کی جیب میں ڈالا۔

"کیا مطلب ہے؟ میں نے تمہیں بتا تو دیا ہے اس شخص کے بارے میں۔ اس شخص کو ڈھونڈو۔۔۔ دیکھو تم مجھے جانے دو ورنہ میرا باپ تمہیں چھوڑے گا نہیں۔ "وہ ایک بار پھر سے چلایا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہارے باپ کی ایسی کی تیسی۔ " وہ کہتی اس پر جھکی اور پاس پڑے ڈنڈے سے اس کے پورے جسم پر ضربیں لگائیں۔ وہ تو اس کو جان سے مار دینا چاہتی تھی۔ اس سارے سانحے میں رابیل نے اپنے ہاتھ سے اس شخص کو چھوا تک نہیں تھا۔ لیکن کچھ ٹائم بعد اس کے دماغ میں وہی الفاظ جگمگائے۔ " میں تیرے دین پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔ "

"اوہ شٹ۔۔۔۔ سنو۔۔۔۔۔ میں نے تو تمہیں ہاتھ تک نہیں لگایا۔ " وہ بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور باہر آئی تو دو آدمی کھڑے تھے۔

"اس کو ہسپتال پہنچاؤ۔ لیکن ایسے کہ تم لوگ ادھر ہسپتال میں نظر نہ آؤ۔ کسی اور کے ہاتھ پہنچانا اسے۔ وہ دونوں سمجھ کر کمرے کی طرف بڑھ گئے اور رابیل اپنی گاڑی کی طرف آئی اور دروازہ کھول کے اندر بیٹھتی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ بارش رک چکی تھی۔

"اللہ میں نے کہا تھا ناں میں کوشش کروں گی۔۔۔۔ میں کوشش کروں گی پکا۔۔۔ " رابیل کی حالت دوبارہ بگڑنے لگی تھی۔ وہ جلدی جلدی انگیشن میں چابی گھماتی گاڑی کو وہاں سے گھر کی طرف موڑ چکی تھی۔ اور ذہن میں ابھی بھی ایک ہی بات گھوم رہی تھی۔

(اس کا نام نہیں جانتا میں نہ ہی میں اس کا چہرہ صحیح سے دیکھ پایا تھا۔ اس نے سر پر کیپ پہن رکھی تھی اور ماسک لگا رکھا تھا۔ لیکن ہاں اس کی آنکھیں۔۔۔ وہ آنکھیں نہیں بھول سکتا میں۔۔۔۔ وہ سنہری آنکھیں۔)

وہ اسی سوچ میں تھی آخر کون ہو سکتا ہے لیکن دماغ میں اتنے خیالات تھے کہ کوئی نتیجہ نہیں نکل پا رہا تھا۔ وہ خیالوں کو دماغ سے جھٹکتی گاڑی چلاتی رہی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب رابیل گھر پہنچی اس نے اپنے فون کی آواز سنی جو اس کے کمرے میں مسلسل بج رہا تھا۔اس نے دیکھا تو آیت کا نمبر جگمگا رہا تھا۔رابیل نے فون پک کیا اور کان سے لگایا۔

"رابیل تم ٹھیک تو ہو ہاں؟ نہیں بھئی تم غائب کہاں ہو؟ میں پاگل ہو چکی ہوں فون کر کر کے۔۔۔ "آیت کی فکر مند آواز فون سے گونجی۔

"میں ٹھیک ہوں آیت تم کیسی ہو؟ "وہ لہجے کو نارمل بناتی ہوئی بولی۔

"تم مجھے سچ سچ بتاؤ یار کہاں غائب تھی کل بھی تمہیں کال کر رہی تھی تم نے نہیں اٹھایا اور صبح سے اب جا کر اٹھایا ہے۔ "آیت دوسری طرف بے چین بیٹھی تھی۔

"ارے بس کبھی کبھی نہ فون سائلنٹ کر کے بھول جاتی ہوں میں۔ورنہ کوئی مسئلہ نہیں ہے تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔ "رابیل نرمی سے اسے یقین دلا رہی تھی اور ساتھ ساتھ جگ سے پانی گلاس میں انڈیل رہی تھی۔

"اچھا بتاؤ کل یونیورسٹی کیوں نہیں آئی؟ اور تمہیں پتا ہے کہ کل آخری تاریخ ہے اسائنمنٹ جمع کروانے کی۔کیا تم نے بنا لی؟ "آیت اب تھوڑا پر سکون ہوئی تھی۔لیکن مکمل طور پر نہیں۔

"ہاں میں نے بنالی ہے کل یونیورسٹی آکر پرنٹ کروا لوں گی۔ "اب رابیل پانی کے گلاس سے گھونٹ بھر رہی تھی۔ لیکن تمام مناظر بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔حلق سے پانی بمشکل اتر پا رہا تھا۔اس کا ذہن مسلسل سنہری آنکھوں میں الجھا ہوا تھا۔

کچھ وقت بات کرنے کے بعد رابیل نے الوداعی کلمات کہہ کر فون رکھ دیا۔اور اپنے بستر پر ڈھے گئی۔اور اتنے میں ہی باہر سے آواز آئی۔اللہ اکبر۔۔۔۔۔

مغرب کی آزان ہو رہی تھی۔رابیل اٹھی اور نماز کی تیاری کرنے لگی۔

نماز پڑھنے کے بعد اس نے سوچا کہ سب سے پہلے نئے کپڑے خریدنے پڑیں گے۔ لیکن فلحال وہ بہت تھک چکی تھی۔ یہ سب کل پر ڈال کر وہ بستر پر تھوڑی نیند کرنے کے غرض سے لیٹ گئی۔ کب اس کی آنکھ لگی اسے خبر نہ ہوئی۔

\-------------------

رات کے کھانے کیلیئے رابیل سب کے ساتھ ڈائنگ ٹیبل پر موجود تھی۔ سائمہ چچی، وانیا، عثمان چاچو سب بیٹھے تھے اور فاطمہ بیگم کھانے کے برتن اور کھانا لگانے میں مصروف تھیں۔ فاطمہ بیگم کو اکیلے کام کرتے دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اپنی ماں کو ملازموں کے باوجود کچن کے اور کھانا بنانے والے کام وہ خود کرتی تھیں۔

"امی چھوڑیں اور کبھی اپنی صحت کا بھی دھیان رکھ لیا کریں۔ " وہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھ کر بولی کیونکہ وہ تھوڑی کمزور نظر آرہی تھیں۔

کھانا لگا کر وہ اپنی کرسی پر بیٹھی تو اپنی ماں اور سائمہ چچی کو دیکھا۔ سائمہ چچی کے گلے میں ہیرے کا مہنگا نیکلس، کانوں میں ہیرے کے ٹاپس، بازو میں سونے کی چوڑیاں اور ہاتھ انگوٹھیوں سے بھرے تھے۔ جبکہ فاطمہ بیگم کے ہاتھ میں صرف ایک انگوٹھی موجود تھی۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹی سی نتھ ناک میں پہنی ہوئی تھی۔ فاطمہ بیگم کے والد کی ہی یہ ساری جائیداد تھی جس پر یہ سب لوگ عیش کر رہے تھے۔ لیکن اس کی ماں کسی نوکر کی طرح لگی رہتی اور باقی سب ایسے حکم چلاتے جیسے یہ سب کچھ ان کا ہے اور فاطمہ بیگم کوئی ملازم ہیں۔

"میں نے سوچا ہے کہ کل سے ہم سب مل کر امی کے ساتھ کام کروائیں گے۔ سب مطلب سب۔ میں بھی، وانیا تم بھی اور چچی آپ بھی۔ " وہ کھانا کھاتے ہوئے مصروف انداز میں گویا ہوئی۔

"ارے بیٹا ہم تو منع کرتے ہیں فاطمہ کو بھی لیکن وہ سنتی ہی کہاں ہے؟ گھر میں اتنے ملازم موجود ہیں تو کام خود کرنے کی بھلا کیا تک بنتی ہے؟" سائمہ چچی تو کام کا سن کر گھبرا ہی گئی تھیں۔ اور رابیل ہی تھی جس کی بات کو گھر میں کوئی بھی نہیں ٹالتا تھا۔ تبھی وہ اسے سمجھانے لگیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ ساتھ وانیا کے ہوش بھی اڑ گئے تھے جو کہ کب سے اپنے فون میں مصروف تھی۔

"سائمہ۔۔۔ بات یہ ہے کہ گھر کا کچن عورت کو خود سنبھالنا چاہیئے۔ ملازم تو باقی کام بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جو کھانا گھر کے افراد نے کھانا ہے اس میں گھر کی عورتوں کے ہاتھ کا ذائقہ ہونا چاہیئے۔" وہ شائستگی سے گویا ہوئیں۔

"ارے لیکن۔۔۔" اس سے پہلے سائمہ چچی کچھ کہتیں رابیل بول اٹھی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ کل سے سب مل کر کچن سنبھالیں گے اور ابھی کے برتن میں اور وانیا سمیٹیں گے بات ختم۔" وانیا کچھ کہنا چاہتی تھی، احتجاج کرنا چاہتی تھی۔ مگر سائمہ نے اس کا ہاتھ دبایا تو وہ اپنا منہ بند کر گئی۔

کھانے کے بعد رابیل اور وانیا نے برتن سمیٹے۔ پھر وہ فاطمہ بیگم کو ان کے کمرے میں چھوڑ کر آئی اور ان کیلئے دودھ لیکر گئی۔ کیونکہ اسے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ رابیل انہیں دوا دے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ مصطفیٰ صاحب ابھی تک گھر نہیں آئے تھے۔ ان کا معمول تھا اکثر لیٹ گھر آنا۔ کبھی کبھی تو وہ گھر آنا بھی بھول جاتے تھے۔ نہ جانے کون سی ایسی مصروفیات تھیں ان کی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

\-----------------------

نیلے آسمان پر سورج کے ڈیرے تھے۔ کل والا منظر کہیں پیچھے چھوٹ گیا تھا۔ رابیل آج یونیورسٹی آئی تھی اور آیت اس سے ایسے مل رہی تھی جیسے برسوں کی بچھڑی ہوئی اب مل رہی ہو۔

"ارے کیا ہو گیا ہے یار تم تو سینٹی ہی ہو گئی ہو۔ "رابیل اس کو اپنے گلے سے لگے روتے دیکھ کر بولی تو آیت سائیڈ ہوتی اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

"ہاں اب دوستی کی ہے تو فکر تو ہو گی ہی ناں رابیل۔ بے شک ہماری دوستی کو زیادہ وقت نہیں گزرا۔ مگر تم میرے لیے عزیز ہو اور یہ تمہیں اس دن پتا چلے گا جب تم بھی میری نظر سے اس دوستی کو دیکھو گی۔ "وہ اب اپنے آنسو صاف کرتی مسکرا رہی تھی۔

"یار اتنی سیریس نہ ہو میں تو مزاق کر رہی تھی۔ "اب کی بار رابیل، آیت کی گردن میں بازو ڈالتے ہوئے بولی۔ تو آیت نے اس کی طرف کچھ پیسے بڑھائے۔

"یہ کیا ہے؟ "رابیل نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ وہ پیسے ہیں جو سائبر کرائم والوں نے واپس بھیجے ہیں۔ " رابیل آیت کی بات پر چونکی۔

"انہوں نے تمہارے دس ہزار واپس کر دیئے؟ "رابیل ابھی تک شاک میں تھی۔

"ظاہر سی بات ہے۔ دن میں کوئی بیس میلز تو کرتی ہی تھی میں۔ تنگ آ کر واپس لیکر دیئے ہوں گے انہوں نے۔ "وہ بولی تو رابیل مسکرائی اور گالوں پر پڑنے والے گڑھے نمایا ہوئے۔

"چلو یہ اپنے پاس رکھو واپسی پر شاپنگ کرنے چلیں گے۔ " رابیل مسکراتی ہوئی پیسے اسے واپس تھماتی ہوئی بولی۔

"بس بس اب چلو لیکچر لینا ہے۔ "آیت اب سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں لیکچر لینے چلی گئیں۔

لیکچر کے بعد جب وہ کینٹین گئیں تو رابیل کو وہ چاروں نظر آئے وہ آیت کو ایک منٹ کا کہہ کر ان تک آئی۔ رابیل کو دیکھ کر وہ چاروں الرٹ ہوئے۔ وہ چاروں وہاں سے نکلنے ہی والے تھے کہ رابیل نے ان کو روکا۔

"پلیز پلیز ایک منٹ بس میری بات سن لیں۔ "رابیل نے بولا تو وہ چاروں رکے اور الٹے پاؤں واپس گھومے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھو میں بس تم سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ میں واقع شرمندہ ہوں اس دن جو ہوا۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا وہ۔ غلطی سے ٹکرائی تھی میں۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔ "رابیل ہادی سے بولی تو سمی اور واجد کا منہ کھل گیا جسے تلال نے بند کیا۔ تلال کی سنہری آنکھیں اب بھی رابیل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ جبکہ ہادی اس کی بات کو ہوا میں اڑاتا ہوا بولا۔

"مجھے آپ کی معافی کی ضرورت نہیں ہے۔ بس میرے سے فاصلے پر رہا کریں۔ آپ میرا پہلے ہی نقصان کر چکی ہیں۔ " وہ نرمی سے بولا تو رابیل نے کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھا۔ پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاید وہ واقعی جانے انجانے میں اس کا نقصان کر گئی تھی۔ معافی مانگنے کے بعد اب رابیل کا دل ہلکا ہو گیا تھا۔ جب وہ کچھ نہ بولی۔ تو ہادی نے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"شکریہ۔ "ہادی کہتا ہوا ان چاروں کے ساتھ واپس مڑ گیا۔

یونیورسٹی میں باقی وقت معمول کے مطابق گزرا اور فارغ ہونے کے بعد اب وہ دونوں گھر جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ گیٹ سے باہر نکل کر وہ لیکچر کے متعلق بات کر رہی تھیں۔ رابیل نے آیت سے بولا تھا کہ اسے کچھ کپڑے لینے ہیں تو وہ اس کے ساتھ مال چلے۔ جس پر آیت راضی ہو گئی تھی۔ ہادی، سمی، واجد اور تلال بھی اسی وقت گیٹ سے نکل رہے تھے کہ اچانک پولیس کی گاڑی یونیورسٹی کے پاس آکر رکی۔ وہ دونوں حیران تھیں پولیس یہاں کیا کر رہی ہے؟ اور وہ چاروں بھی۔ اتنے میں ہی ایک لیڈی کانسٹیبل نے رابیل کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ اپنی طرف دیکھ کر رابیل اپنے آگے پیچھے دیکھنے لگی جب پولیس افسران اس کے پاس آکر رکے۔

"بی بی آپ کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ "ایک پولیس افسر بولا تو رابیل اور آیت کے منہ کھل گئے۔

"یہ بتانا پسند کریں گے کہ کس نے اور کس جرم میں کٹوائی ہے ایف۔ آئی۔ آر؟ "رابیل لال بھبوکا ہوتی طنزیہ ان سے پوچھنے لگی۔

"بی بی تھانے چلو سب معلوم ہو جائے گا۔ "وہ افسر اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے مخاطب ہوا۔

"ایسے کیسے چلوں؟ پہلے اریسٹ وارنٹ دکھائیں یا کوئی ثبوت جس کی بنا پر مجھے یہاں سے لیجانا چاہ رہے ہیں آپ۔۔۔ "رابیل ابھی بول ہی رہی تھی کہ لیڈی کانسٹیبل آگے آئی اور اسے ہتھ کڑیاں لگانے لگی۔ رابیل نے بہت ادھم مچایا۔۔۔ اتنے میں وہ افسر خود آگے آیا اور رابیل کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی گاڑی کی طرف کھینچنے لگا تو رابیل نے کھینچ کر ایک ہاتھ اس کے منہ پر دے مارا۔

"ہاتھ کیسے لگایا مجھے ہاں؟ "وہ پولیس افسر پر ایسے دھاڑی کہ وہاں موجود زیادہ تر نفوس اس کی دھاڑ سے خوف زدہ ہوئے۔ وہ اس وقت کوئی بپھری ہوئی شیرنی لگ رہی تھی۔

"اب یہ بھی تھانے جا کر ہی بتاؤں گا۔ ڈالو اسے گاڑی میں۔ "وہ کہتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا جب کہ وہ پیچھے بہت کچھ بول رہی تھی۔۔۔ دو لیڈی کانسٹیبل نے بہت مشکل اسے قابو کیا اور اس کی کلائیوں میں ہتھکڑیاں لگا کر کھینچا۔ وہ کسی کے قابو نہیں آرہی تھی۔ سب یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ وہ لڑکی کتنی کمزور سی تھی اور دو کانسٹیبل کے ہتھے نہیں چڑھ رہی تھی۔

آیت اس سارے معاملے میں جیسے اب ہوش میں آئی تھی۔

"ارے رکو کہاں لے کر جا رہے ہو چھوڑو اسے۔ " وہ ان دونوں کانسٹیبل کے پیچھے دوڑی جبکہ اب وہ دونوں بمشکل رابیل کو گاڑی میں بیٹھا چکی تھیں۔ گاڑی سٹارٹ ہوئی اور آگے کو چل دی۔ آیت ان کے پیچھے بھاگی۔ وہ بھاگتی جا رہی تھی اور گاڑی اس کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ آنسو آیت کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ جن کو پونچھتی وہ بار بار دھندلا منظر صاف کرتی۔ رابیل اس کی پہنچ سے بہت دور چلی گئی تھی۔ وہ وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی یہ اچانک ہوا کیا تھا؟ وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھی۔ وہ کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن کیا کرے وہ؟ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آیت سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھی تھی جب اسے اپنے پاس قدموں کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا ہو۔ اس نے بمشکل چہرہ اٹھایا تو وہ چاروں اس کے سر پر کھڑے تھے۔

"اٹھو اور چلو ہمارے ساتھ۔ "ہادی نے اسے آواز دی۔

"آپ لوگ پلیز میری مدد کریں۔ وہ لوگ رابیل کو لے گئے۔۔۔ وہ اسے لے گئے۔۔۔ وہ اس کے ساتھ کیا کریں گے۔ " وہ ایک بار پھر چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے رو پڑی۔

"فکر مت کرو۔ اٹھو ہم دیکھ لیں گے۔ "اب کے تلال نے بولا تو سمی، آیت کے سامنے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا۔

"ادھر دیکھو بیٹری میری طرف۔۔۔ "سمی نے اسے مخاطب کیا تو تینوں نے اسے گھوری سے نوازا جس پر وہ گڑبڑا یا۔

"دیکھو بہنا ہم کہہ رہے ہیں ناں اسے کچھ نہیں ہو گا۔ اٹھو اور چلو ہمارے ساتھ تمہاری دوست کو واپس لے کر آنا ہے۔ " سمی اس کا سر تھپکتا ہوا اٹھا اور اسے سہارا دے کر اٹھایا۔ آیت کی آنکھیں سنہری آنکھوں سے ٹکرائیں۔ وہ بہت غور سے اس کے روئے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ آیت نے آنکھیں جھکا دیں اور ان کے ہمراہ چل دی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھانے پہنچتے ہی پولیس افسران نے رابیل کو جیل میں ڈالا جب وہ دھاڑی۔

"مجھے کیوں اندر ڈالا ہے۔ ابھی تم جانتے نہیں ہو مجھے کہ میں کون ہوں، میرے وکیل کو کال ملاؤ اور اسے بلاؤ یہاں۔ " رابیل نے چلا چلا کر تھانا سر پر اٹھایا ہوا تھا۔

"بی بی اب تو جو مرضی آجائے تمہیں میں نکلنے نہیں دوں گا۔ اچھے سے جانتا ہوں تمہیں ایک مشہور بزنس مین کی بگڑی ہوئی اولاد ہو تم۔ بے شک تمہارے باپ کی پہنچ جہاں مرضی تک ہو۔ تم نے مجھے تھپڑ مار کر اپنا مسئلہ خود بگاڑا ہے۔ "وہ افسر بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے طنزیہ بول رہا تھا۔

"تم ہوتے کون ہو مجھ سے میرے حقوق چھیننے والے، میرے وکیل کو فون ملاؤ سنا تم نے۔ "وہ پھر دھاڑی اگر یہ سلاخیں نہ ہوتیں تو وہ اس افسر پر چڑھ دوڑتی۔

"میں وہی ہوتا ہوں محترمہ جسے آپ نے تھپڑ مارا ہے۔ "وہ بھی دو بدو بولا۔

"اوہ۔۔۔انا کو ٹھیس پہنچی ہے ایک مرد کی۔۔۔ چچ چچ۔ "وہ مذاق اڑاتی ہوئی گویا ہوئی تو وہ اسے گھور کر چلا گیا۔

اتنے میں وہ چاروں تھانے میں داخل ہوئے۔ آیت بھی ان کے ساتھ ہی آئی تھی۔

تلال اور ہادی آگے پولیس افسر کے کیبن میں داخل ہوئے۔ سمی اور واجد کو انہوں نے آیت کے پاس ہی چھوڑ دیا تھا۔ جس کے آنسو ابھی تک رک نہیں رہے تھے۔

"کون ہو تم دونوں اور ادھر میرے آفس میں کہاں چلے آرہے ہو؟ "وہ افسر اب غصے سے ان کی طرف دیکھتا کھڑا ہوا۔ جب تلال نے دو انگلیوں سے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ دونوں بھی سامنے والی کرسیوں پر براجمان ہوئے۔

"بیٹھو اے ایس پی آرام سے بیٹھو اپنا ہی آفس سمجھو۔ "تلال اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہوا بولا۔ تلال کی آنکھوں کے تاثرات اس قدر ٹھنڈے تھے کہ ایک لمحے کیلئے اے ایس پی کچھ الجھا۔ لیکن اگلے ہی لمحے سنبھلتے ہوئے اپنی کرسی سے ٹیک لگا کر پرسکون ہو کر بیٹھ گیا۔

"ایف آئی آر دکھاؤ جس کی بنا پر تم ایک لڑکی کو اٹھا کر لائے ہو۔ "تلال اب بھی پرسکون سا بول رہا تھا۔

"تم ہو کون جس کو میں ایف آئی آر دکھاؤں؟ "اے ایس پی بھی اسی کے انداز میں بولا۔

"میں وہی ہوتا ہوں جس کے سامنے تم ایک لڑکی کو زبردستی اٹھا کر تھانے لائے ہو، وہ بھی بغیر اسے کوئی ایف آئی آر دکھائے، بغیر کسی ثبوت کے اور تو اور اس سارے واقعے کی وڈیو بھی میرے پاس ہے کہ کیسے تم ایک لڑکی کو زبردستی لیکر آئے ہو جو کہ حق پر تھی کہ تم اسے ایف آئی آر یا کوئی ایویڈینس دکھاتے۔ یہ ویڈیو تمام نیوز چینلز کو بھیجنے میں مجھے دس سیکنڈ لگیں گے اور اگلے ایک منٹ میں تم سارے نیوز چینلز کی ہیڈ لائنز پر ہو گے اور تم یہ تو جانتے ہی ہو گے کہ

عورت کے حق معاملے میں ہماری عوام کتنی جنونی ہے۔اب فیصلہ کرو اگلے تیس سیکنڈز میں ایف آئی آر میرے سامنے ہو گی یا تمہاری یہ ویڈیو نیوز چینلز پر؟ "وہ اسی طرح ٹھنڈے پر سکون لہجے میں گویا ہوا تو اے ایس پی کا سکون کہیں غائب ہوا تھا۔وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوتا ایف آئی آر دکھانے لگا جب ہادی بولا۔

"کہاں ہے وہ لڑکی مجھے اس سے ملنا ہے۔ "ہادی بولا تو اے ایس پی نے ایک کانسٹیبل کو بلوا کر اس کے ساتھ ہادی کو بھیجا۔

ہادی آفس سے نکلا تو سمی،واجد اور آیت اس کی طرف آئے۔

"کیا ہوا کچھ پتا چلا؟ "آیت نے آنسو صاف کرتے پوچھا۔

"میں اسی سے ملنے جا رہا ہوں تم لوگ انتظار کرو تلال دیکھ رہا ہے اندر۔ "وہ ان کو مطمئن کرتا آگے بڑھنے لگا جب اسے پیچھے سے آیت نے پکارا۔

"کیا میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتی ہوں؟ "آیت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"نہیں تم یہیں انتظار کرو اور فکر مت کرو ہم انہیں لیکر ہی واپس جائیں گے۔ "وہ کہتا آگے بڑھ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

\-----------------

تلال آیف آئی آر کو پڑھ رہا تھا۔آنکھیں سپاٹ اور ہر تاثر سے آری تھیں۔

"کیا ثبوت ہے کہ اس لڑکے پر تشدد اسی لڑکی نے کیا ہے؟کیا اتنے بے وقوف ہو تم کہ اس بات پر یقین کر بیٹھے کہ یہ لڑکی ایک مرد پر تشدد کر سکتی ہے؟اور اگر کوئی ثبوت تھا ہی نہیں تو تم کس بنا پر اس لڑکی کو ایسے اٹھا کر لائے ہو؟

گواہی دی تھی نا لڑکے نے تو لڑکی کو فون کرتے پوچھ تاچھ کیلئے بلاتے۔ کب سے ایک عورت کو اس طرح سے اٹھا کر لانے والا قانون معرضِ وجود میں آیا ہے بتانا ذرا مجھے؟" وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں ایک آئبرو اٹھا کر گویا ہوا۔

"وہ دراصل۔۔۔ یہ لڑکا ایک سیاسی پارٹی کے لیڈر کا بیٹا ہے اور اس نے خود بیان دیا ہے۔ اوپر سے آرڈر آیا ہے تبھی ہمیں اس لڑکی کو اٹھانا پڑا۔" وہ جھجکتے ہوئے بولا۔

"اب تم اسے خود رہا کرو گے یا تمہارا سسپنشن لیٹر بھجوایا جائے؟" ابھی تک اس کی سنہری آنکھیں کسی بھی تاثر سے آری تھیں اور سنہری آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

"آپ وکیل کو بیل کے پیپرز۔۔۔ کے ساتھ بلوا لیں۔۔۔ میں رہا کر دیتا ہوں۔" وہ بہت ٹھہر ٹھہر کے بول رہا تھا۔ کہ کہیں اس شخص کو کوئی بات بری نہ لگ جائے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ پورے پانچ منٹ اور بیس سیکنڈز بعد وکیل یہاں موجود ہو گا اور وہ لڑکی پورے وقت پر حوالات سے باہر ہونی چاہیئے ایک سیکنڈ بھی اوپر ہوا تو تم اپنی خیر منانا۔" وہ بولا تو اے ایس پی نے اثبات میں سر ہلایا۔ اب وہ پریشان ہو گیا تھا۔ کون تھی یہ لڑکی ایک تو پورا تھانا آتے ہی سر پر اٹھایا ہوا تھا اور اپنے پیچھے اتنے عجیب لوگ اس کے متھے مارے ہوئے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میری تو مت ہی ماری گئی تھی جب اس لڑکی کو اٹھا کر لایا۔" آفیسر بڑبڑایا۔ اس وقت وہ اپنے آفس سے باہر تھا۔ اگر اندر بیٹھا شخص سنتا تو پتا نہیں اور کیا کیا کرتا۔ وہ سر جھٹکتا کانسٹیبل کو آرڈر دینے لگا۔

ہادی کانسٹیبل کے ساتھ جیل کے قریب آیا۔ جہاں رابیل سلاخوں کے ساتھ بیٹھی اپنی کلائیوں کو سہلا رہی تھی۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ وہ اسے دیکھتا ہوا سلاخوں سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کیا۔

"کیا ہوا کلائیوں پر؟ " وہ ان پر سرخ نشان دیکھ چکا تھا۔ رابیل کسی کی آواز پر مڑی لیکن سامنے ہادی کو کھڑا دیکھ کر حیران ہوئی۔

"تم یہاں؟ " وہ اب اپنے تاثرات نارمل کرتی مخاطب ہوئی۔

"آپ کی دوست بھی آئی ہے۔ آپ بتائیں کیا ہوا ہے کلائیوں پر؟ " وہ اسے بتاتا دوبارہ اس کی کلائیوں کے متعلق پوچھنے لگا۔

"وہ ہتھکڑی لگا کر انہوں نے بہت زور سے کھینچا تھا۔ بس اسی وجہ سے۔۔۔ خیر یہ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔ تم آیت کو یہاں کیوں لے آئے؟ ایسی جگہ آنا اس کیلئے ٹھیک نہیں ہے۔ " وہ اپنے نشانوں کے بارے میں بتاتی فکر مندی سے آیت کے متعلق پوچھنے لگی۔

"ہم چاروں آئے ہیں اور آیت کو وہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے اسی لیے اسے بھی ساتھ لے آئے۔۔۔ اے تم جاؤ جا کے فرسٹ ایڈ باکس لیکر آؤ اگر موجود ہے تو۔ " وہ رابیل کو بولتا آخر میں کانسٹیبل سے سختی سے مخاطب ہوا جو کہ منہ بناتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی وہ فرسٹ ایڈ باکس اسے پکڑاتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ کیونکہ اے ایس پی نے اسے کوئی کام دیا تھا۔

"ہاتھ دکھائیں اپنے۔ " وہ فرسٹ ایڈ باکس سے ایک ٹیوب نکالتا ہوا بولا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں تم رہنے دو۔ " وہ اس کی بات پر پہلے تو حیران ہوئی تھی۔ پھر نارمل لہجے میں گویا ہوئی۔

"ہاتھ دکھائیں۔ " وہ دوبارہ نرمی سے بولا تو رابیل نے کچھ لمحے اس کے چہرے کو دیکھا پھر اپنے دونوں ہاتھ سلاخوں سے باہر نکالے۔ ہادی نے اس کی کلائیوں کو نرمی سے تھاما اور ان پر ٹیوب لگا کر پھونک ماری۔ جلن کی وجہ سے رابیل

کے منہ سے سسکی نکلی۔ پھر ہادی نے پٹی نکال کر کمال مہارت سے اس کی دونوں کلائیوں پر باندھی۔ پٹی بندھوانے کے بعد رابیل نے اپنی کلائیاں واپس کھینچ لیں۔ ہادی فرسٹ ایڈ باکس بند کر کے اٹھا اور ایک نظر رابیل کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"انہوں نے آپ کو کچھ کہا تو نہیں؟ " ہادی نے نارمل انداز میں پوچھا۔

"بس یہی کہ یہ مجھے یہاں سے نکلنے نہیں دیں گے۔ لیکن ابھی یہ لوگ رابیل کو جانتے ہی کہاں ہیں۔ " وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی۔ اس کے دونوں گالوں کے ڈمپل نمایاں ہوئے۔ اس سارے واقعے میں ہادی پہلی بار مسکرایا تھا اور رابیل نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا واقعی اچھا لگتا تھا۔ اگلے ہی لمحے ہادی کی مسکراہٹ سمٹی اور تاثرات دوبارہ نارمل ہوئے۔ رابیل نے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلا۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

پھر وہ لمحے گزرے اور ایک کانسٹیبل بوکھلایا ہوا آیا اور رابیل کو حوالات سے باہر نکالا۔ ہادی نے گھڑی پر وقت دیکھا اور مسکرایا۔ وقت ہو چکا تھا۔ وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

وہ سب آفس میں آئے۔ ایک وکیل وہاں موجود تھا جو ہادی کو دیکھتا ہوا کھڑا ہوا اور مؤدب سا اس سے ملا۔ رابیل نے بیل کے پیپرز پر سائن کیئے اور ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اے ایس پی کو دیکھا۔

"تو کیا کہا تھا تم نے۔۔۔ ہاں کہ جو مرضی آجائے تمہیں میں نکلنے نہیں دوں گا۔۔۔ " رابیل طنزیہ مسکرائی اور ایک آنکھ آفیسر کو مار کر اس کے آفس سے باہر نکلی تو سامنے آیت کو اپنا منتظر پایا۔ آیت کا رویا ہوا چہرہ۔ وہ دوڑتی ہوئی اس تک آئی۔ رابیل کے نکلتے ہی سمی اور واجد بھی اندر آفس کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"تم ٹھیک ہو ناں رابیل؟ انہوں نے کچھ کہا تو نہیں ناں؟ " آیت نے پوچھا تو رابیل مسکرائی اور اسے گلے لگایا۔

"ارے تم کتنا روتی ہو یار۔۔۔ مضبوط بنو۔ یہ لوگ مجھے کچھ کہتے تو میں ان کو ان کی نانی یاد دلا دیتی۔ " وہ بولی تو آیت مسکرائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ مجھے یہاں لیکر آئے اور تمہاری بیل کروائی۔ ورنہ پتا نہیں میں وہاں پر اکیلی کیا کرتی۔ " آیت نے رابیل کو ان چاروں کی طرف متوجہ کروایا جو کہ ابھی بھی آفس کے اندر موجود تھے۔

"شکریہ تو میں ادا کروں گی ہی۔ لیکن تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ بھلا یہ بھی کوئی جگہ ہے تمہارے آنے کی۔ پھپھی کا گھر تھوڑی ہے جو منہ اٹھا کے ان کے ساتھ ادھر آگئی۔ " رابیل اب اسے ڈانٹ رہی تھی۔

"اچھا اچھا اب چپ کر جاؤ۔ " آیت نے رابیل کو بولا تو وہ چپ کر گئی۔ اتنے میں پیچھے سے وہ چاروں وکیل کے ساتھ نکلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہادی اور تلال وکیل سے باتیں کر رہے تھے۔ جبکہ سمی اور واجد بار بار مڑ کر آفس کی طرف کوئی اشارہ کرتے اور ہنس دیتے۔

ان دونوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ہادی نے باہر آنے کا اشارہ کیا۔ جسے سمجھ کر وہ دونوں ان کے پیچھے ہی باہر نکلیں۔ باہر آکر انہوں نے وکیل سے کچھ باتیں کر کے اسے رخصت کیا اور رابیل کی طرف متوجہ ہوئے۔

" آپ کی گاڑی کی چابی وہیں گر گئی تھی۔ ہم ڈرائیو کر کے یہیں لے آئے تھے۔ آپ اگر ڈرائیو کرنے کی کنڈیشن میں نہیں ہیں تو ہمیں بتا دیں۔ ہم میں سے کوئی آپ کو آپ کے گھر ڈراپ کر دے گا۔ " تلال نے رابیل کی گاڑی کی چابی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ وہ اس کی کلائیوں کو دیکھ چکا تھا جہاں پٹی بندھی تھی۔ رابیل کی آنکھیں جب تلال کی آنکھوں سے ملیں تو اس کے ذہن میں وہ سنہری آنکھوں والی بات آئی۔

)اس کا نام نہیں جانتا میں نہ ہی میں اس کا چہرہ صحیح سے دیکھ پایا تھا۔ اس نے سر پر کیپ پہن رکھی تھی اور ماسک لگا رکھا تھا۔ لیکن ہاں اس کی آنکھیں۔۔۔ وہ آنکھیں نہیں بھول سکتا میں۔۔۔۔ وہ سنہری آنکھیں۔(

ایسے لگا سارا آسمان پھٹ پڑا ہو۔ وہ اپنی کیفیت ان پر آیاں نہیں ہونے دینا چاہتی تھی کہ اس وقت وہ کس تکلیف سے گزر رہی تھی۔ وہ کچھ لمحے تو بول ہی نہ پائی۔ پھر بمشکل سنبھل کر بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نن۔۔ نہیں میں خود ڈرائیو کر لوں گی۔ " وہ بمشکل بول پائی تھی۔ اس کے الفاظ حلق میں اٹک گئے تھے۔ تلال کچھ لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اثبات میں سر ہلاتا اسے چابی تھما گیا۔ وہ چاروں واپس ہو لیے۔ رابیل ان کا شکریہ تک ادا نہ کر پائی۔ وہ بس سن کھڑی رہی۔ ہوش تب آیا جب آیت نے اس کو کندھے سے ہلایا اور وہ ہوش میں آتی اپنی گاڑی کی طرف چل پڑی۔

\-------------------

رابیل نے آیت کو ہاسٹل چھوڑا تھا اور خود وہ بمشکل ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے گھر پہنچی تھی۔ گاڑی کھڑی کر کے جیسے ہی وہ اتری اسے لگا دنیا حد سے زیادہ روشن ہے۔ اس کی آنکھوں میں چبھن ہو رہی تھی۔ وہ بمشکل گھر کی دہلیز پار کرتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی تھی۔ اس وقت وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کرتے وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔ اس نے کمرے کی لائٹ نہیں جلائی تھی۔ وہ جلانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ روشنی سے اسے وحشت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ پہلے ہی اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اتنی مشکل سے تو وہ دوبارہ سر اٹھا کر جینا سیکھی تھی۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔

"کیا وہ وہی شخص تھا جس نے مجھے اس جگہ سے نکالا تھا؟ جس نے میری جان بچائی تھی "...بہت سی سوچیں اس وقت دماغ میں چل رہی تھیں۔

"ہو سکتا ہے وہ نہ ہو کوئی اور ہو۔۔۔ اس کی آنکھوں سے تو ایسا کچھ نہیں محسوس ہوا کہ اس نے مجھے اس جگہ دیکھا ہو یا بچایا ہو۔۔۔ دنیا میں سنہری آنکھیں تو بہت سے لوگوں کی ہو سکتی ہیں۔ " وہ اپنے ذہن میں گھوم رہے سوالات کے خود ہی جوبات دے رہی تھی۔

"یا اللہ ایسا کچھ نہ ہو۔۔۔ وہ شخص کوئی اور ہو لیکن یہ نہیں۔۔۔ " وہ وہیں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR LIFE

ادھر بیٹھے بیٹھے کتنا وقت گزرا رابیل کو کچھ اندازہ نہیں ہوا۔ اذانوں کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ ہوش میں آئی۔ مغرب کا وقت ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے سر پر دوپٹہ لیا اور بمشکل اٹھی۔

کپڑے تبدیل کر کے وضو کرنے لگی تو اچانک نظر اپنی کلائیوں پر بندھی پٹی پر پڑی۔ سارا واقع رابیل کے ذہن میں دوبارہ کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا کچھ عجیب سا۔ وہ سر جھٹک کر احتیاط سے وضو کرنے لگی۔ وضو کر کے رابیل نے چہرے کے گرد اچھے سے دوپٹہ لپیٹا اور جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی۔

مغرب کی نماز پڑھی اور دعا میں کچھ بھی نہ مانگ کر ایسے ہی جائے نماز پر لیٹ گئی۔ ذہن میں بہت سی باتیں چل رہی تھیں اور جوابات خود بخود ملتے جا رہے تھے۔ وہ وہیں لیٹی رہی اور کچھ دیر بعد آٹھ کر اپنے کمرے سے نکل کر کچن میں آئی جہاں صرف اس کی ماں کام کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر رابیل کی آنکھوں میں غصہ عود آیا۔ اس کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا۔

"سائمہ چچی، وانیا کدھر ہیں آپ لوگ۔۔۔ " وہ دھاڑی تو فاطمہ بیگم پریشانی سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"رابیل کیا ہو گیا ہے۔ " فاطمہ بیگم نے پیار سے بلایا ہی تھا کہ اتنے میں سائمہ چچی اور وانیا بوکھلائی ہوئی کچن میں داخل ہوئیں۔

"ہائے رابیل کیا ہو گیا میں تو ڈر ہی گئی تھی۔ " سائمہ چچی دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔ ان کے چہرے پر اور ہاتھوں پر گولڈ ماسک لگا ہوا تھا۔ وانیا ہمیشہ کی طرح ہاتھ میں فون لیئے ہوئی تھی۔

"کسی کو اس گھر میں ایک بات سمجھ نہیں آتی شاید۔ میں نے بولا تھا کہ اس گھر میں سب مل کر کام کریں گے۔ تو اس وقت یہ اکیلی ادھر کیا کر رہی ہیں؟ " وہ ابھی بھی غصے میں اونچا اونچا بول رہی تھی۔

"رابیل سب کی ہی بات ہے تو تم کدھر تھی پہلے؟ " سائمہ چچی بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کام سے ہی باہر تھی۔ آپ کی طرح گھر میں پارلر کھولے اپنا آپ نہیں سنوار رہی تھی۔ نہ ہی آپ کی بیٹی کی طرح فون کسی سے گپیں ہانکنے میں مصروف تھی۔ "وہ دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی تو دونوں گڑبڑائیں۔

"بیٹا تمہیں تو پتا ہی ہے کہ میری سکن خراب ہو جاتی ہے آگ کے پاس جانے سے تو بس۔۔۔ " وہ بہانہ بناتی ہوئی گویا ہوئیں۔

"تو کھانے کے پاس جانے سے بھی آپ کی سکن خراب ہونی چاہیئے۔۔۔ آج کے بعد اگر کھانا' کھانا ہے تو مل کر بنائیں ورنہ بھوکی رہیں۔۔۔ اور ایک بات اگر یہاں کوئی فوڈ ڈیلوری والا آیا، تو اسی وقت منگوانے والا بھی ڈیلوری والے کے ساتھ ہی اس گھر سے جائے گا۔ " وہ دھمکی دیتی ماں کے ساتھ کام کروانے لگی۔ سائمہ چچی کا تو صدمے سے برا حال تھا۔ یہ لڑکی انہیں گھر سے نکالے گی۔

"فاطمہ کیسی تربیت کی ہے تم نے اس کی ہمیں گھر سے نکالنے کی دھمکی دے رہی ہے۔ توبہ توبہ۔۔۔ " سائمہ چچی صدماتی کیفیت میں بولیں۔ اس سے پہلے فاطمہ بیگم کچھ جواب دیتیں وہ بول پڑی۔

"تربیت پر جائیں گی نہ تو میں آپ کی تربیت سے بھی بخوبی واقف ہوں تو زیادہ تو کچھ بولیے گا ہی مت۔ " رابیل کا دوٹک انداز سائمہ چچی کا منہ بند کر گیا تھا۔ وہ منہ کے زاویے بگاڑتیں جلدی سے اپنا منہ اور ہاتھ دھو کر وانیا کو کچھ بولتی کام میں مدد کروانے لگیں۔ سب کیلئے رابیل کا یہ انداز نیا تھا۔ رابیل پہلے سب کو اچھا سمجھتی اور کوئی کسی بھی طرح پیش آئے وہ سب کے ساتھ اچھی تھی۔ لیکن اب رابیل بدل گئی تھی۔ یہ تبدیلی کہاں سے آئی تھی اور کیوں آئی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی۔

فاطمہ بیگم کی نظر رابیل کی کلائیوں پر پڑی تو وہ پریشان ہوئیں۔

"یہ کیا ہوا ہے رابیل تمہاری کلائیوں پر؟ " وہ فکرمندی سے پوچھنے لگیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کچھ نہیں ماں ہلکی سی خراش آگئی تھی۔ ہوا کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر بھی دوست نے پکڑ کر پٹی باندھ دی۔ "وہ ہادی کے بارے میں یا آج ہوئے واقعے کے بارے میں انہیں کچھ بھی بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اچھی دوست ہے۔ فکر کرتی ہو گی تبھی باندھی ہے۔ جب بدلنی ہو مجھے بتا دینا اور یہ کام چھوڑ دو ہم کر لیں گے۔ " فاطمہ کام کرتے ہوئے بول رہی تھی اور رابیل تو بس سر جھٹک کر رہ گئی تھی ان کی پہلی بات پر۔ اچھی دوست سے ہونے والی پہلی ملاقاتیں بتا دیتی تو ان کا منہ حیرت سے کھل جاتا۔ اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا اور ان کی طرف رخ موڑ کر گویا ہوئی۔

"میں کر لوں گی۔ ہاتھ صحیح ہیں میرے امی چلیں آپ کام پر دھیان دیں تا کہ ہم جلدی فارغ ہو جائیں۔ " وہ بولتی ہوئی انہیں چپ کروا گئی۔

اس کے بعد سب نے مل کر کام کیا اور کھانا کھایا۔ سائمہ چچی اور وانیا کی تو حالت خراب ہو چکی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سورج ڈھل چکا تھا اور سب سو چکے تھے۔ ایسے میں وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کمپیوٹر پر لگا کب سے کچھ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

قریب آکر دیکھا جائے تو وہ کچھ ہیک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا کام تھا جس میں اسے بار بار ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر کی بورڈ پر انگلیاں چلائی تو پھر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

وہ اٹھا اور اپنے لیے کافی بنا کر لایا۔ یہ سب اتنا بھی آسان نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہا تھا۔ لیکن ناممکن بھی نہیں تھا۔ کچھ وقت اور پھر وہ کرلے گا۔ ہاں وہ کرلے گا۔ اس نے خود کو امید دلائی کیونکہ اس بار یہ کام وہ اپنے لیے نہیں بلکہ کسی سے کیا ہوا وعدہ نبھانے کیلئے کر رہا تھا۔ اب وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔

وہ اٹھا اور ایک بار پھر کمپیوٹر کے سامنے آکر بیٹھا اور دوبارہ انگلیاں چلانے لگا۔ لیکن پانچ منٹ بعد پھر ناکامی۔

اس نے لمبا سانس پھیپھڑوں میں اتارا اور چارج کیا۔

"شاید میں زیادہ سٹریس لے کر یہ سب کر رہا ہوں۔ پہلے مجھے ریلیکس ہونا پڑے گا تبھی میں کر پاؤں گا۔" اس نے سوچا اور اب وہ گیم لگانے لگا جو کہ اس کا روز کا معمول تھا اور وہ اس سے کافی حد تک ریلیکس بھی ہو جایا کرتا تھا۔

سورج کی روشنی آسمان پر چھائی ہوئی تھی۔ رابیل نے یونیورسٹی میں قدم رکھا تو اس کا دل بہت تیز دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ ابھی بھی تنگ سا سفید فراک پہنے دوپٹا اپنے شانوں پر پھیلائے ہوئے تھی۔ وہ شاپنگ نہیں کر پائی تھی اسی وجہ سے یہ کپڑے مجبوراً پہن کر آئی تھی۔ وگرنہ اسے ان کپڑوں میں اب الجھن محسوس ہو رہی تھی۔ وہ تھوڑا آگے بڑھی ہی تھی کہ سمی اسی کی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ ان چاروں سے بچنا چاہتی تھی۔ بلخصوص ان سنہری آنکھوں سے۔ سمی قریب آکر اس سے مخاطب ہوا۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ بہت نرم لہجہ اپنائے سنجیدہ سا دکھائی دے رہا تھا۔ جو کہ اس کی طبیعت سے ہٹ کر تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ میں آیت کو دیکھ لوں۔" وہ اسے جواب دیتی ہوئی آگے بڑھنے لگی جب سمی نے اس روکا۔

"آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ کی دوست بھی ادھر ہی ہے۔" وہ اس سے بولتا ہوا آگے چل پڑا۔ رابیل نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے پیچھے آگئی۔ وہ تینوں گراؤنڈ میں بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ ہی کچھ فاصلے پر آیت بھی بیٹھی تھی۔ سمی کے پیچھے رابیل کو آتا دیکھ آیت کھڑی ہوئی اور اس سے مخاطب ہوئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم آگئی۔۔۔ کیسی ہو؟ اور اب کلائیاں کیسی ہیں؟ تم ٹھیک ہوناں؟ "وہ ایک ہی سانس میں کافی سوال کر گئی تھی۔

"نہیں ابھی مجھے آنے میں کچھ وقت ہے تم بیٹھو میں دوبارہ آتی ہوں۔ بھئی سامنے کھڑی ہوں کیا احمقوں والے سوال کرتی ہو تم بھی۔ اور بلکل ٹھیک ہوں میں۔ تم کیسی ہو؟ " وہ مسکراتے ہوئے اس کو جواب دے رہی تھی۔ جبکہ وہ چاروں ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

" بلکل ٹھیک۔ میں ان سے کل کیلئے شکریہ ادا کر رہی تھی۔ انہوں نے بروقت مدد کی ورنہ مجھے تو ہوش ہی نہیں تھا۔ نہ ہی سمجھ آرہی تھی کہ میں کیا کروں۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو پتا نہیں کیا ہوتا۔ " وہ رابیل کو دیکھتی ان کے پاس بیٹھنے کی وجہ بتا رہی تھی۔ رابیل تھوڑی شرمندہ سی ہوئی۔ کیونکہ شکریہ تو اسے ادا کرنا چاہیئے تھا ان لوگوں کا جنہوں نے بروقت نہ صرف بات سنبھالی بلکہ اس کی متعلق کسی کو خبر بھی نہ ہونے دی۔ وہ جزبز ہوتی بہت مشکل سے ان کی طرف رخ کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

"کل کیلئے آپ لوگوں کا شکریہ۔ اگر آپ لوگ نہ ہوتے تو پتا نہیں کتنا ہنگامہ ہوتا وہاں پر۔ آپ لوگوں نے بغیر کسی مفاد کے میری مدد کی۔ اس کیلئے میں دل سے شکر گزار ہوں آپ لوگوں کی۔ کبھی آپ لوگوں کو میری مدد کر ضرورت ہو تو ضرور بتایئے گا۔ " وہ سنہری آنکھوں سے اپنی نظریں چراتی ہوئی گویا ہوئی۔

"پہلی بات کچھ چیزیں مفاد سے ہٹ کر کی جاتی ہیں خلوص سے۔ دوسری بات شکریہ سے کام نہیں چلے گا بہنا۔۔۔ اب تمہیں اتوار والے دن ہمارے ساتھ ہادی کے گھر دوپہر کا کھانا' کھانا ہے۔ اور ہم کوئی بھی بہانہ نہیں سنیں گے۔۔۔ آپ دونوں آئیں گی۔ " سمی جو رابیل کے قریب کھڑا تھا اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے بولا۔

"ہم دونوں کیسے ؟؟... نہیں۔۔۔ آپ لوگ انجوائے کرنا۔ "رابیل کے ساتھ جو ابھی واقع رونما ہوا تھا اس کے بعد کسی پر اعتبار کرنا اس کیلئے بہت مشکل تھا۔ اسی لیے وہ انکار کر رہی تھی کہ ان چار لڑکوں میں ان دونوں کا کیا کام؟

"کیسے کچھ نہیں تم دونوں آؤ گی۔ اور فکر مت کرو وہاں صرف ہم ہی نہیں ہوں گے۔ یہ جو سامنے آپ کو نوجوان نظر آرہے ہیں واجد صاحب۔ ان کی بہن بھی تشریف لائیں گی۔ ہم لوگ ہر اتوار چاروں میں سے ایک کی طرف کھانا

ضرور کھاتے ہیں۔اس بار ہادی کی باری ہے۔اب دو بہنیں میری طرف سے بھی آئیں گی۔ " وہ اس کے انکار کو ہوا میں اڑاتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے ہم لوگ آجائیں گے آپ ٹائم بتا دیجیئے گا۔ " رابیل کو اپنے چہرے پر ہادی اور تلال کی نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔وہ جلد ہی یہاں سے نکلنا چاہتی تھی اسی لیے سمی کی ہاں میں ہاں ملا دی۔

رابیل کے گلے میں موجود لاکٹ اور ہاتھ میں پہنا ہوا باریک تار والا بریسلٹ، جس میں اس سفید موتی موجود تھا دونوں چمک رہے تھے۔دوسرے ہاتھ میں ریسٹ واچ موجود تھی۔گلے میں لاکٹ بچپن سے موجود تھا۔بریسلٹ اور گھڑی پہننا اسے پسند تھا۔

وہ ان کو الوداعی کلمات کہتی آیت کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ کلاس روم کی جانب بڑھ گئی۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"یااللہ کیا ماضی کے زخم کم تھے کہ ایک اور زخم۔۔۔ " وہ اپنی سوچوں میں اللہ سے شکوہ کر رہی تھی۔مگر زبان پر ایک لفظ نہ لائی تھی۔

وہ ان لوگوں کو آنے کی ہامی تو بھر آئی تھی۔لیکن کیا وہ جانے کا ارادہ بھی رکھتی تھی کہ نہیں؟اب یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

\-

باقی آئندہ۔

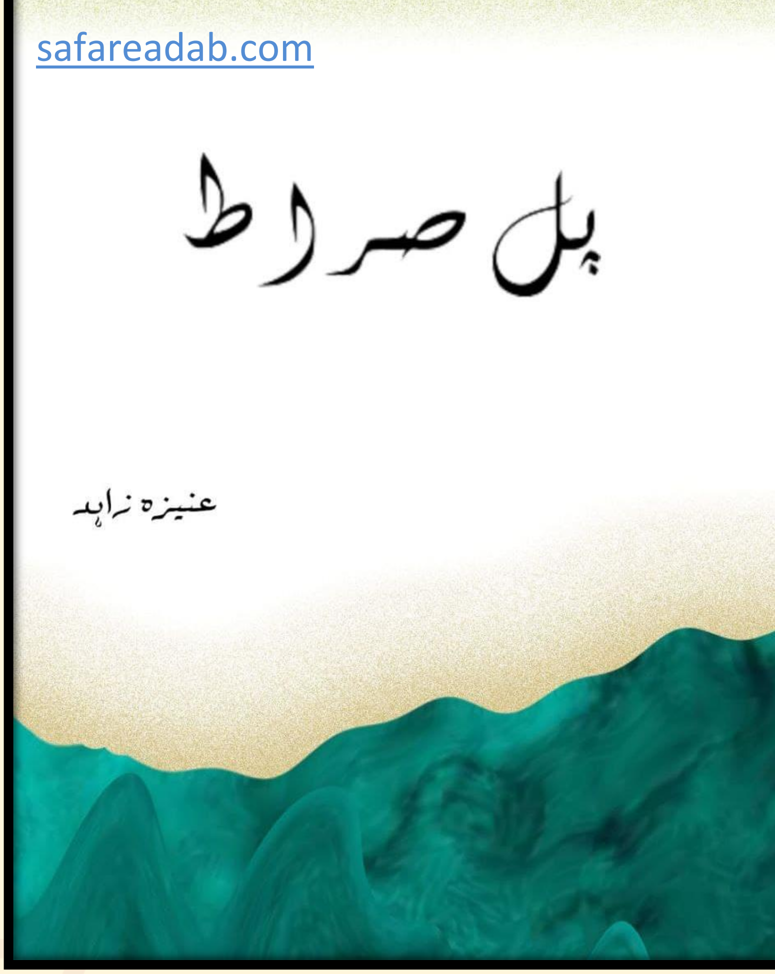

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ وراگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

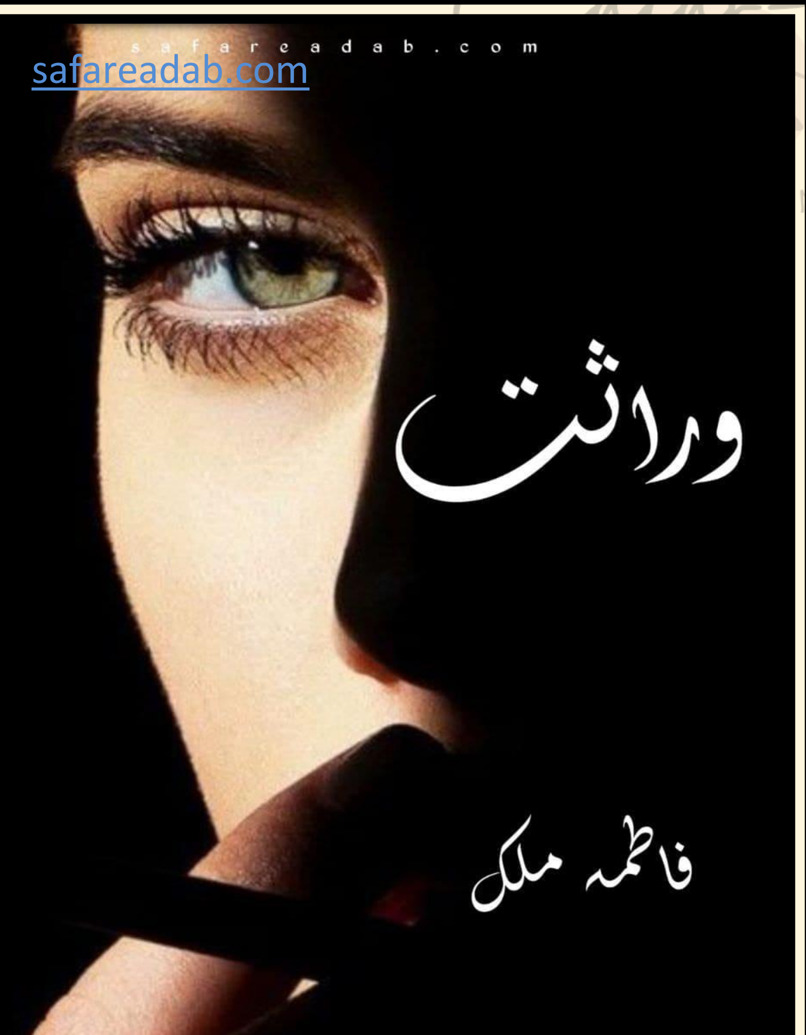

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول رازِ نجاد کی ایک جھلک

"پولیس یہ کیس چھوڑ چکی ہے۔"

رمشہ نے جیسے آگاہ کرنا چاہا تھا لیکن اس بار مصفرہ نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"تمہیں زویا واپس چاہیے یا نہیں؟"

"شہر لاہور اس کے بغیر ادھورا ہے۔ آپ نہیں جانتی مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ میری آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑ گئے ہیں راتوں کو اس کے لیے رو رو کر۔ ہر ہفتے مجھے نیا کنسیلر لینا پڑتا ہے۔ جو بھی اس سب کے پیچھے ہے وہ بہت بری موت مرے گا۔"

رمشہ نے دکھی لہجے میں جب بولنا شروع کیا تو مصفرہ اس کی ساری بات خاموشی سے سنتی رہی۔ وہ اس کا ہر انداز اپنی آنکھوں میں کاپی کر رہی تھی۔

"لگتا ہے تم اس کے کافی قریب تھی۔"

وہ بات مزید بڑھاتے ہوئے بولی۔

"ظاہر سی بات ہے۔ میں اور زویا بہت اچھے والے دوست تھے۔"

وہ ضرورت سے زیادہ ایکسپریشن دے رہی تھی۔

"تو اس کا مطلب مشک اس کی دوست نہیں تھی؟"

مصفرہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ کافی کا مگ وہ وقتاً فوقتاً لبوں سے لگا رہی تھی۔

"مشک کے دوست بھی ہو سکتے ہیں؟؟ ویل، یہ ایک نئ خبر تھی میرے لیے۔"

اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

اس کے دوست کیوں نہیں ہیں؟"

مصفرہ نے بغیر کسی تاثر کے استفسار کیا تھا۔

"کیونکہ اس جیسے نمونوں کے دوست بنتے ہی نہیں۔"

وہ طنزیہ ہنستے ہوئے بولی تھی لیکن مصفرہ کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر خاموش ہوگئی۔

"اس کا مطلب زویا کے بہت کم دوست تھے۔"

مصفرہ نے جیسے اپنا تجزیہ پیش کیا تھا۔ یہ بات نکلوانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اگلا انسان جو بات کر رہا ہو اس کی بات میں سے چھوٹے چھوٹے سوال کرتے رہو تا کہ وہ بات جو کھینچتے کھینچتے آپ کی مطلب کی بات بول دے۔

"اس کی صرف ایک دوست تھی۔۔۔ وہ میں ہوں۔"

وہ کچھ جل کر بولی تھی۔ مشک کی نسبت رمشہ کے تاثرات زیادہ گہرے اور ٹھوس تھے۔ وہ ہنس بھی رہی تھی تو زور سے، جل بھی رہی تھی تو اپنے تاثرات قابو نہیں کر پا رہی تھی۔ اس کا ہر تاثر اضافی تھا۔ ضرورت سے زیادہ۔

"اس کی اکلوتی دوست ہونے کے ناتے تم بھی اس پارٹی میں گئی ہو گی۔"

"بالکل۔ لیکن وہ پارٹی سے پہلے مشک کے گھر گئی تھی کیونکہ اس نے یوناؤ اپنے گھر والوں سے جھوٹ بولا تھا۔"

مصفرہ نے آبرو آچکا کر بات کو تول دیا تھا۔

"لیکن مشک کا کہنا ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں آئی۔"

"ظاہری بات ہے وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ یہاں تک کے اس کے گھر والوں نے بھی پولیس سے یہی بولا تھا۔"

رمشہ نے ہاتھ جھلا کر لاپرواہی سے بولا تھا۔

"آپ جلدی پوچھ لیں میں نے جم جانا ہے۔"

رمشہ نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بولا تو مصفرہ نے کافی کا مگ لبوں سے ہٹایا تھا۔

"کیا کوئی ہے جسے تم جانتی ہو جو واقعی زویا کے قریب ہے؟"

"میرے علاوہ اس کا فیانسی موسیٰ بھی ہے۔"

مصفرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"زویا جس رات لاپتہ ہوئی وہ کہاں تھا؟"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"آہ۔۔۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں تھا۔"

Safar-e-Adaab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

رمشہ کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے اور تم اس ایڈریس کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

مصفرہ نے کہتے ہوئے موبائل پر ایک ایڈریس اس کے سامنے کیا تھا۔

"ویٹ!! آپ کو یہ کیسے ملا؟"

وہ حیرت سے بولی تھی۔

"تم بھول رہی ہو میں ڈیٹیکٹو ہوں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR ...

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب